روزنامہ

ٹیلی فون نمبر 213029

الفضل

ایڈیٹر: عبدالسمیع خان C.P.L 61

جمعہ یکم مارچ 2002ء 16 ذوالحج 1422 ہجری - یکم امان 1381 ہش جلد 52-87 نمبر 48

حصول نور کی دعا

حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے دعا کی۔

اے اللہ میرے دل میں نور بھر دے اور میری قبر کو بھی روشن کر دے اور نور مہیا فرما میرے سامنے اور میرے پیچھے اور میرے دائیں اور میرے بائیں اور میرے اوپر اور میرے نیچے اور میرے کانوں میں اور میری آنکھوں میں اور میرے بالوں میں اور میری جلد میں اور میرے گوشت میں اور میرے خون میں اور میری ہڈیوں میں۔ اے اللہ مجھے وافر نور عطا فرما اور مجھے سراپا نور بنا دے۔

(جامع ترمذی کتاب الدعوات حدیث نمبر 3341)

ارشادات عالیہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ

ایک مرتبہ مستری نظام الدین نام ایک ہماری جماعت کے شخص نے سیالکوٹ اپنی جائے سکونت سے میری طرف خط لکھا کہ ایک خطرناک مقدمہ فوجداری کا میرے پر دائر ہو گیا ہے اور کوئی سبیل رہائی معلوم نہیں ہوتی۔ سخت خوف دامنگیر ہے اور دشمن چاہتے ہیں کہ میں اس میں پھنس جاؤں اور بہت خوش ہو رہے ہیں اور میں نے اس وقت ظاہری اسباب سے نومید ہو کر یہ خط لکھا ہے اور میں نے اپنے دل میں نذر کی ہے کہ اگر میں اس مقدمہ سے نجات پا جاؤں تو مبلغ پچاس روپے خدا تعالیٰ کے شکریہ کے طور پر آپ کی خدمت میں ارسال کروں گا۔

تب وہ خط اس کا کئی لوگوں کو دکھلایا گیا اور بہت دعا کی گئی اور اس کو اطلاع دی گئی۔ چند دن گزرنے کے بعد اس کا پھر خط مع پچاس روپیہ کے آیا اور لکھا کہ خدا نے مجھے اس بلا سے نجات دی۔

پھر چند ہفتہ کے بعد ایک اور خط آیا جس میں لکھا تھا کہ سرکاری وکیل نے پھر وہ مقدمہ اٹھایا ہے اس بنیاد پر کہ فیصلہ میں غلطی ہے اور صاحب ڈپٹی کمشنر نے ایڈووکیٹ کی بات قبول کر کے فیصلہ کو انگریزی میں ترجمہ کرا کر اور سفارش لکھ کر صاحب کمشنر بہادر کی خدمت میں بھیج دیا ہے۔ اس لئے یہ حملہ پہلے سے زیادہ خطرناک اور بہت تشویش دہ ہے اور میں نے اس حالت بے قراری میں پھر اپنے ذمہ یہ نذر مقرر کی ہے کہ اگر اب کی دفعہ میں اس حملہ سے بچ جاؤں تو مبلغ پچاس روپیہ پھر بطور شکریہ ادا کروں گا۔ میرے لئے بہت دعا کی جائے یہ خلاصہ دونوں خطوں کا ہے جن کے بعد دعا کی گئی۔

بعد اس کے شاید ایک دو ہفتہ ہی گزرے تھے کہ پھر مستری نظام الدین کا خط آیا جو بجنسہ ذیل میں لکھا جاتا ہے: (-) اللہ تعالیٰ نے حضور کی خاطر پھر دوبارہ خاکسار پر رحم فرمایا اور اپیل فریق مخالف کی کمشنر صاحب لاہور نے نامنظور کر کے کل واپس کر دی فالحمد للہ والمنۃ خاکسار دو ہفتہ کے اندر حضور کی قدم بوسی کے لئے حضور کی خدمت میں پچاس روپیہ نذرانہ جو پہلے مانا ہوا ہے لے کر حاضر ہو گا۔

(حقیقۃ الوحی - روحانی خزائن جلد 22 ص 336)

ولادت باسعادت

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مورخہ 16 فروری 2002ء بروز ہفتہ محترمہ صاحبزادی امتہ الوارث فرح صاحبہ اور محترم فاتح احمد خان صاحب ڈاہری کو بیٹی سے نوازا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بچی کا نام "یُسریٰ فاتح" عطا فرمایا ہے۔ نومولودہ محترم صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر مقامی کی نواسی اور محترم محمد عبداللہ خان صاحب ڈاہری نواب شاہ کی پوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ بچی کو نیک، صالحہ، خادمہ دین، والدین کے لئے قرۃ العین بنائے اور صحت و سلامتی والی لمبی زندگی عطا فرمائے۔ آمین

ضرورت انسپکٹران

تحریک جدید میں انسپکٹران کی بعض آسامیاں خالی ہیں۔ خواہشمند حضرات اپنی درخواستیں 10 مارچ 2002ء تک مقامی امیر/پریذیڈنٹ کی سفارش کے ساتھ وکالت دیوان تحریک جدید کو بھجوا دیں۔ امیدوار کا ایف۔اے/ایف ایس سی میں کم از کم سیکنڈ ڈویژن ہونا ضروری ہے۔ بی اے/بی ایس سی بھی درخواست دے سکتے ہیں۔ امیدوار کی عمر 35 سال سے زائد نہیں ہونی چاہئے۔ معیار پر پورا اترنے والے امیدواران کا تحریری امتحان 16 مارچ بروز ہفتہ صبح 9-00 بجے بیت المحمود (کوارٹرز تحریک جدید) میں ہو گا۔ تحریری امتحان کے لئے نصاب حسب ذیل ہو گا۔

1- قرآن مجید پہلا نصف پارہ (ترجمہ کے ساتھ)
2- نماز مکمل - ترجمہ کے ساتھ
3- حدیث - پہلی دس احادیث (چالیس جواہر پارے)
4- کتب حضرت مسیح موعود اسلامی اصول کی فلاسفی، کشتی نوح
5- انگریزی/حساب - مطابق معیار F.Sc/F.A
6- عام دینی معلومات (شائع کردہ مجلس خدام الاحمدیہ)

(وکیل الدیوان تحریک جدید)

یتیم بچوں کا حق

آپ کے پاکیزہ مال میں مستحق یتیم بچوں کا بھی حق ہے۔

(سیکرٹری کمیٹی کفالت یکصد یتامیٰ دارالضیافت ربوہ)

عرفانِ حدیث

نمبر 107

مرتبہ: عبدالسمیع خان

نماز میں خلل ڈالنے والی چیزیں

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا- جب دستر خوان بچھ جائے اور کھانا چن دیا جائے تو نماز پڑھنا درست نہیں یعنی اسے خراب کرنے کے مترادف ہے- اسی طرح اگر دو خبیث چیزیں یعنی بول و براز کی حاجت ہو تب بھی نماز پڑھنا بے محل ہے-

(صحیح مسلم کتاب المساجدباب کراھة الصلوة- حدیث نمبر 869)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اس حدیث کی تشریح میں فرماتے ہیں-

روزمرہ کی ایسی عام حقیقت ہے جو ہمارے سامنے رہنی چاہئے کہ بعض دفعہ قلبی توجہات کے سوا جسمانی توجہات بھی نماز میں مخل ہو جاتی ہیں یا جسمانی حوائج بھی نماز میں مخل ہو جاتے ہیں- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی طرف بھی متوجہ فرمایا ہے- مثلاً ایک یہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی حدیث مسلم سے لی گئی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت عائشہؓ نے یہ کہتے ہوئے سنا کہ جب دستر خوان بچھ جائے اور کھانا چن لیا جائے تو نماز شروع کرنا اسے خراب کرنے کے مترادف ہے-

جب دستر خوان بچھ جائے اور کھانا چن لیا جائے' اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اس وقت اس کو اہمیت دو اور نماز کو چھوڑ دو- یہ نصیحت ہے کہ ایسے وقت میں دستر خوان نہ بچھایا کرو جو نماز کا وقت ہوا کرتا ہے ورنہ آدھی توجہ تمہاری دستر خوان پر رہے گی اور آدھی نماز کی طرف رہے گی- تو بعض لوگ اس کا مطلب اور لے لیتے ہیں کہ نہیں نہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے کہ آرام سے کھانا کھاؤ نماز دیکھی جائے گی- ہرگز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ حکم نہیں ہے- یہ حوائج ضرور یہ ہیں جو اگر ایسے وقت میں آئیں کہ نماز کا وقت ہو تو لازماً دخل انداز ہوں گی- جو ہمارے بس میں ہے وہ تو اختیار کریں- اور اگلی بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ فرمائی ہے جو ہمارے بس میں نہیں اور اس پہلی مثال پر مزید روشنی ڈالتی ہے- اسی طرح اگر دو خبیث چیزیں یعنی بول و براز کی حاجت اسے روک رہی ہو تو بھی نماز پڑھنا بے معنی ہے- اب آپ دیکھ لیں کہ یہ جو حاجات ہیں یہ از خود اٹھتی ہیں اور انسان کا نفس اسے بتا دیتا ہے کہ جب تک ان سے فارغ نہ ہوں میں نماز نہیں پڑھ سکتا- تو اتنا حصہ ایک مجبوری کے تحت ہے کیونکہ ان حاجات کا پیدا ہونا انسان کے بس میں نہیں ہے- اگر اس وقت ان حاجات سے فارغ ہوئے بغیر نماز کی طرف جائے گا تو اس کی نماز بے معنی ہو جائے گی' توجہ نماز میں قائم رہ ہی نہیں سکتی- تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دو باتوں کو آپس میں عجیب طریق سے باندھا ہے- ایک کھانا اور ایک اس کھانے کا انجام- جو انجام ہے وہ تو ہمارے بس میں نہیں ہے اس میں تو کوشش کرنی چاہئے جلد سے جلد اس سے فارغ ہو اور پھر نماز کی طرف جاؤ- لیکن جو آغاز ہے' جو وہ انجام پیدا کرتا ہے وہ ہمارے بس میں ہے- پس ایسے وقت میں کھانوں کے اوقات نہ رکھو جو نماز سے ٹکرائیں- اور عادت ڈالو اور بچوں میں بھی یہ عادت پختہ کرنے کی کوشش کرو کہ ان کے کھانے پینے کی عادات نماز سے ٹکرانے والی نہ ہوں- اس طریق پر انشاء اللہ تعالیٰ وہ ظاہری محرکات جو نماز میں مخل ہوتے ہیں ان سے بھی آپ چھٹکارا حاصل کر سکتے ہیں-

(الفضل انٹرنیشنل 5 دسمبر 97ء)

قیام اللیل (تہجد)

ایک ماہر امراض قلب کی نگاہ میں

محترم حنیف احمد محمود صاحب مربی ضلع اسلام آباد اطلاع دیتے ہیں جماعت احمدیہ اسلام آباد کے تحت مختلف علمی موضوعات پر سیمینارز اور محافل کے انعقاد کا سلسلہ گزشتہ ڈیڑھ سال سے جاری ہے- 16 ویں علمی محفل رمضان المبارک میں رمضان کی عبادات کی مناسبت سے "قیام اللیل (تہجد) ایک ماہر امراض قلب کی نگاہ میں" کے عنوان پر مورخہ 29 نومبر 2001ء کو منعقد ہوئی-

اس موضوع پر محترم ڈاکٹر بریگیڈیئر محمد مسعود الحسن نوری صاحب (ماہر امراض قلب) نے روشنی ڈالی- آپ نے تہجد کے روحانی پہلوؤں کے ساتھ ساتھ اس کے طبی پہلوؤں پر بھی سیر حاصل بحث فرمائی

آپ نے سورۃ بنی اسرائیل کی آیت نمبر 80-79 اور سورۃ المزمل کی آیت 7 کا حوالہ دے کر مضمون کا آغاز فرمایا اور آنحضور ﷺ کا ارشاد جس میں فرض نمازوں کے بعد نماز تہجد کو افضل ترین عبادت قرار دیا ہے پیش فرمایا اور سیدنا حضرت مسیح موعود کی یہ ہدایت بیان فرمائی کہ "ہماری جماعت کو چاہئے کہ تہجد کی نماز کو پوری طرح ادا کیا کریں-"

طبی طور پر اس مضمون پر روشنی ڈالتے ہوئے ڈاکٹر صاحب نے اس پیشگوئی سے آغاز فرمایا کہ مسیح موعود کے زمانے میں اچانک اموات بہت بڑھ جائیں گی-

انہوں نے کہا اس میں حادثاتی اور نارمل اموات کے علاوہ امراض قلب کے لحاظ سے بھی اموات کے بڑھنے کی طرف اشارہ ہے اور میڈیکل ہسٹری میں گزشتہ 50 سالوں میں دل کی بیماریاں بہت بڑھ گئی ہیں اور بڑھتی چلی جا رہی ہیں- صرف پاکستان میں ایک کروڑ کے قریب لوگ دل اور دل کی شریانوں کی بیماریوں نیز فالج وغیرہ کے امراض میں مبتلا ہیں- 50 لاکھ کے قریب لوگ اچانک فوت ہو جاتے ہیں اور ایک خطیر رقم ان کے علاج پر خرچ ہوتی ہے- اور وہ لوگ بھی ہیں جو مناسب اور بروقت علاج میسر نہ ہونے کی وجہ سے فوت ہو جاتے ہیں- پاکستان میں ایک سروے کے مطابق اس طرح کے مریض رات 4 بجے سے صبح 10 بجے تک زیادہ ہسپتال میں داخل ہوتے ہیں-

اس کی وجہ یہ ہے کہ رات کے آخری حصہ میں بعض رطوبتیں خون میں داخل ہوتی ہیں جس سے خون کے خلیے جمنے کی شرح میں اضافہ ہو جاتا ہے بلڈ پریشر کے ساتھ ساتھ دل کی دھڑکن بھی بڑھ جاتی ہے- اور اگر یہ زیادہ بڑھ جائیں تو شدید نقصان ہونے کا خطرہ ہوتا ہے اور انجائنا' دل کا دورہ اور فالج کے حملے وغیرہ ہو سکتے ہیں- اور اس وقت اگر انسان اٹھ کر وضو کر کے نماز شروع کر دے تو خون میں خلیے جمنے کے سسٹم میں وقفہ آ جاتا ہے- جس سے خون کی رفتار نارمل ہو جاتی ہے-

محترم ڈاکٹر صاحب موصوف نے فجر کی اذان میں "الصلوۃ خیر من النوم" یعنی نماز نیند سے بہتر ہے کا حوالہ دے کر فرمایا کہ دراصل یہ الفاظ بھی اپنے اندر ایک بہت بڑی حکمت لئے ہوئے ہیں اور اس سے ہمیں اپنی روحانی و جسمانی بہتری کی طرف توجہ ہوتی ہے-

یہ تو مشہور ہے کہ انسان احتیاطی تدابیر سے بیماریوں سے بچ جاتا ہے- دل کے امراض سے بچنے کے لئے احتیاطی تدابیر روحانی معنوں میں صبح کے وقت شب بیداری ہے جسے ہمیں اپنی عادت ثانیہ بنا لینی چاہئے-

آپ نے خطاب میں اپنے بیان کردہ دلائل کے حق میں بہشتی مقبرہ ربوہ میں مدفون افراد کی مثال دیتے ہوئے فرمایا کہ میں نے جائزہ لیا ہے کہ بہشتی مقبرہ میں مدفون لوگوں کی اوسط عمر 70 سال ہے جبکہ ہمارے ملک میں اوسط عمر 47 سال ہے اب یہ بات یقینی ہے کہ ان کے مرحومین کی اکثریت نماز تہجد کی عادی تھی اور میرے ایک اور جائزہ کے مطابق ربوہ میں دل کے مریضوں کی تعداد کم ہے اس کی وجہ یہی قیام اللیل ہے جو وہ کرتے ہیں- موصوف نے اپنے فاضلانہ لیکچر کے بعد دوست احباب کے سوالات کے تسلی بخش جوابات دیئے- یہ لیکچر اس قدر سودمند ثابت ہوا کہ رمضان کے مبارک مہینہ میں بہت سے احباب نے نماز تہجد کو اپنی عادت بنا لیا-

یہ سیمینار محترم جناب منیر احمد فرخ صاحب امیر جماعت احمدیہ اسلام آباد کی زیر صدارت منعقد ہوا- اس اجلاس میں اسلام آباد اور راولپنڈی کے 200 کے قریب احباب جماعت نے شرکت کی اور ان کی خدمت میں کھانا پیش کیا گیا-

سالانہ علمی مقابلہ جات ضلع لاہور

شعبہ تعلیم مجلس خدام الاحمدیہ ضلع لاہور کے زیر اہتمام مورخہ 20 اور 27 جنوری 2002ء کو دو مراحل میں ساتویں علمی مقابلہ جات منعقد ہوئے- 14 مقابلہ جات میں خدام نے کثیر تعداد میں شرکت کی- ان مقابلہ جات کی اختتامی تقریب مورخہ 27 جنوری کو ماڈل ٹاؤن میں منعقد ہوئی- محترم منور علی شاہد صاحب ناظم تعلیم ضلع نے رپورٹ پیش کی- مہمان خصوصی محترم حافظ خالد افتخار صاحب مہتمم تربیت مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان تھے' پوزیشن حاصل کرنے والوں میں انعامات تقسیم کئے گئے- دعا کے ساتھ یہ تقریب اختتام کو پہنچی-

پبلشر آغا سیف اللہ- پرنٹر قاضی منیر احمد مطبع ضیاء الاسلام پریس- مقام اشاعت دارالنصر غربی چناب نگر (ربوہ) قیمت تین روپے

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ - ھو الناصر لکھنے کی حکمت

اللہ تعالیٰ کی انگلی شروع سے ہی اس طرف اشارہ کر رہی تھی کہ آنے والا مصلح موعود میں ہی ہوں گا

مصلح موعود کی پیشگوئی خدا تعالیٰ کے متواتر نشانات کے ذریعہ پوری ہو چکی ہے

حضرت مصلح موعود کی تقریر فرمودہ جلسہ سالانہ 28 دسمبر 57ء سے ایک اہم حصہ

میری زندگی میں کئی دور ایسے گزرے ہیں جن میں خدا تعالیٰ نے مجھ سے ایسے کام لئے ہیں جو اس طرف اشارہ کرتے تھے کہ آنے والا مصلح دین میں ہی ہوں گا۔ اول تو وہ وقت آیا جب حضرت مسیح موعود فوت ہوئے۔ اس وقت میری عمر صرف انیس سال کی تھی۔ اور میں نے دیکھا کہ کئی بڑے بڑے پرانے احمدی کہتے پھرتے تھے کہ بے وقت موت ہو گئی ہے۔ اب تو اس سلسلہ میں داخل رہنا بڑا مشکل ہے۔ لاہور کے ایک ڈاکٹر تھے مگر ڈاکٹر سے یہ نہ سمجھ لیا جائے کہ ڈاکٹر محمد حسین شاہ صاحب یا ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ تھے۔ وہ اور ڈاکٹر تھے اور کسی وقت ان میں اتنا اخلاص ہوتا تھا۔ کہ انہوں نے اپنی بیوی کو جو ڈیرہ غازی خان کی رہنے والی تھی خود قادیان میں لا کر رکھا ہوا تھا۔ تاکہ وہ حضرت صاحب کی خدمت کرے۔ وہ شاعرہ بھی تھی اور عجیب قسم کے ہنسی والے شعر بناتی تھی جن میں مولویوں کی ہنسی اڑاتی تھی اور پھر روزانہ اپنی کاپی لا کر حضرت مسیح موعود کو سناتی تھی کہ میں نے یہ شعر کہے ہیں۔ پھر وہ لاہور چلے گئے۔ ان کی لڑکی بھی باقاعدہ سند یافتہ ڈاکٹر تھی اور بیوی بھی ڈاکٹری کا کام کرتی تھی لیکن وہ امتحان میں پاس نہیں ہو سکی تھی۔ میں لاہور میں ایک دفعہ ان کے گھر بھی گیا تھا۔ انہوں نے بھینس رکھی ہوئی تھی۔ اور بڑے خوش تھے کہ انہیں لاہور میں جگہ مل گئی ہے۔ غرض وہ ایسا نازک وقت تھا کہ ایسے پرانے مخلص لوگ بھی جو قادیان میں کئی کئی مہینے اپنی بیویوں کو اس لئے رکھتے تھے کہ وہ حضرت صاحب کی خدمت کریں اور ان کی ڈائری ہم کو بھیجا کریں۔ وہ بھی یہ کہنے لگ گئے تھے کہ اب تو احمدیت میں رہنا بڑا مشکل ہے۔

جب حضرت مسیح موعود فوت ہوئے ہیں اس وقت میں باہر اپنی بڑی بیوی کو لینے کے لئے گیا ہوا تھا جو اپنی والدہ سے ملنے کے لئے مجھ سے چھٹی لے کر گئی ہوئی تھیں مگر اچانک حضرت صاحب کی وفات ہو گئی۔ اور میں ایک ٹمٹم لے کر اور اس میں ان کو سوار کرا کے واپس لایا۔ جب ہم وہاں پہنچے تو حضرت مسیح موعود فوت ہو چکے تھے۔ اس وقت اس ڈاکٹر کی یہ بات سن کر کہ اب احمدیت میں کون رہ سکتا ہے۔ میں حضرت مسیح موعود کے سرہانے کھڑا ہوا۔ حضرت (اماں جان) تو اپنی ہمت کے مطابق یہ کہتی جاتی تھیں کہ

اے خدا ہمارا آسرا ان پر نہیں تھا تجھ پر تھا۔ یہ مر گئے ہیں مگر تو زندہ ہے۔ امید ہے کہ تو ہمارا ساتھ نہیں چھوڑے گا۔ اور میرے دل میں اس وقت جوش اٹھا اور میں نے کہا کہ اے خدا مجھے یقین ہے کہ مسیح موعود سچا تھا۔ اب یہ فوت ہو گیا ہے اور اب بظاہر اس کے مشن اور اس کی تعلیم کی حفاظت کرنے والا کوئی نہیں۔ میں بچہ ہوں پر اے میرے خدا میں تیری قسم کھا کے کہتا ہوں کہ اگر ساری دنیا نے اس سے منہ موڑ لیا تو میں اس سے منہ نہیں موڑونگا اور میں اس وقت تک چین نہیں لونگا جب تک کہ ساری دنیا کو اس کے قدموں میں لا کر نہ ڈال دوں۔

یہ پہلا فعل تھا جس کو دیکھ کر اب پتہ لگتا ہے کہ درحقیقت اس سے میرے مصلح موعود ہونے کی طرف اشارہ ہوتا تھا۔ گو میں نے اس وقت اس سے یہ اشارہ نہیں سمجھا۔ دوسری دفعہ پھر یہ بات اس طرح ظاہر ہوئی کہ میں 1913ء میں شملہ گیا وہاں میرے بہنوئی نواب محمد علی خان صاحب اپنے بیوی بچوں کو ساتھ لے کر گئے ہوئے تھے۔ جماعت شملہ نے مجھے کہا کہ یہاں آپ ایک تقریر کریں۔ اس تقریر کے نوٹ میں نے لکھے اور پھر اس خیال سے کہ اس جلسہ کے متعلق اشتہار بھی چھاپ دیں میں نے ارادہ کیا کہ ایک اشتہار چھپوا لیا جائے مگر جس پریس میں بھی میں گیا انہوں نے تعصب کی وجہ سے اشتہار چھاپنے سے انکار کر دیا۔ آخر میں نے ایک دستی پریس خریدا تاکہ اس پر اشتہار چھاپ لیا جائے اور شہر میں تقسیم کر دیا جائے کہ فلاں وقت جلسہ ہو گا۔ حافظ روشن علی صاحب مرحوم میرے پاس بیٹھے ہوئے تھے وہ بھی اس کام میں میرے ساتھ شریک ہو گئے۔ میں نے چاہا کہ پانچ سات سو یا ایک ہزار اشتہار نکل جائے تاکہ لوگوں کو توجہ پیدا ہو۔ مگر چونکہ یہ لمبا کام تھا اس لئے کام کرتے کرتے رات کے ساڑھے بارہ بج گئے۔ جب رات کے ساڑھے بارہ بجے تو حافظ صاحب کہنے لگے کہ آپ کو تو معلوم نہیں کیا ہو گیا ہے کہ آپ اس کام کو چھوڑتے ہی نہیں۔ میں تو اب سوتا ہوں۔ یہ کہہ کر انہوں نے زمین پر سر رکھا اور سر رکھتے ہی ان کے خراٹوں کی آواز آنے لگ گئی۔ میں نے سمجھا کہ شاید مذاق کر رہے ہیں۔ مگر جب ٹٹولا تو سچ مچ سوئے ہوئے تھے۔ بہرحال دوسرے دن وہ اشتہار لوگوں میں بانٹا گیا۔ انہی دنوں میں نے خواب میں دیکھا کہ خدا تعالیٰ میرے سامنے آیا ہے۔ اور اس نے مجھے کہا ہے کہ تیرے راستہ میں بڑی مشکلات ہیں۔ اس وقت رویا میں مجھے نظر آیا کہ ایک پہاڑی ہے جس میں ایک راستہ بنا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے فرمایا کہ تم اس راستہ پر نیچے کی طرف چلے جاؤ۔ وہ تمہاری منزل مقصود ہے لیکن راستہ میں تم کو بڑی بڑی بلائیں ملیں گی۔ کبھی تو کٹے ہوئے سر تمہارے سامنے آئیں گے جن کے ساتھ دھڑ نہیں ہو گا۔ کبھی دھڑ تمہارے سامنے آئیں گے۔ اور ان کے سر نہیں ہوں گے۔ وہ بلائیں تمہیں آ کر ڈرائیں گی۔ اور بعض تم کو اپنی طرف بلائیں گی۔ اور کہیں گی کہ ادھر آؤ مگر تم نے ان کی باتوں کا جواب نہیں دینا۔ تم اپنا کام کرتے چلے جانا اور یہ کہتے چلے جانا کہ

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

چنانچہ یہ ایک عجیب بات ہے کہ میری پیدائش کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود نے بالکل یہی الفاظ استعمال فرمائے ہیں کہ جب اس پیشگوئی کی شہرت کامل درجہ پر پہنچ گئی:

"تب خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم سے 12 جنوری 1889ء کو مطابق 9 جمادی الاول 1306 ہجری میں بروز شنبہ محمود پیدا ہوا"۔

(تریاق القلوب طبع اول ص 42)

اور پھر آج تک میں جو بھی مضمون لکھتا ہوں اس کے اوپر اس خواب کے مطابق یہ ضرور لکھتا ہوں کہ:

"خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

چنانچہ آج بھی جو نوٹ میرے پاس ہیں ان پر بھی لکھا ہوا ہے کہ

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ ھو الناصر

اب دیکھو یہ 13ء کا واقعہ ہے۔ جس پر چوالیس سال گزر چکے ہیں مگر چوالیس سال میں میں نے کبھی اس طریق کو نہیں چھوڑا بلکہ اس کے بعد جو بھی میں نے تحریر لکھی یا تقریر کے نوٹ تیار کئے اس کے اوپر میں نے یہ ضرور لکھا کہ

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ ھو الناصر

"ھو الناصر" میں اس لئے لکھا کرتا ہوں کہ خواجہ میر درد جن کا میں نواسہ ہوں ان کے والد خواجہ محمد ناصر صاحب کو خدا تعالیٰ نے الہاماً بتایا تھا کہ جو شخص اپنی کسی تحریر کی پیشانی پر ھو الناصر لکھے گا اللہ تعالیٰ اس تحریر کو مقبولیت عطا فرمائے گا۔

(میخانہ درد ص 92)

اسی طرح جب ان پر آسمانی انوار کا دروازہ کھولا گیا تو اللہ تعالیٰ نے انہیں بتایا کہ
"یہ ایک خاص نعمت تھی جو خانوادۂ نبوت نے تیرے واسطے محفوظ رکھی ہوئی تھی۔ اس کی ابتداء تجھ سے ہوئی ہے اور انجام اس کا مہدی موعود پر ہوگا"۔ (میخانہ درد ص26)

یعنی آخری زمانہ میں مسیح موعود ظاہر ہوگا اور تیرا خاندان اس کے خاندان میں مل جائے گا۔ چنانچہ حضرت اماں جان جو حضرت خواجہ میر درد کے خاندان میں سے تھیں جب ان کی شادی غیر معمولی حالات میں حضرت مسیح موعود سے ہوئی تو **خواجہ میر درد صاحب مرحوم کا خاندان** حضرت مسیح موعود کے خاندان سے آکر مل گیا۔ اور عجیب بات یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود نے حضرت سید احمد صاحب بریلوی ؒ کو تیرھویں صدی کا مجدد قرار دیا ہے۔ (تحفہ گولڑویہ ص63) اور ہمارے نانا جان صاحب مرحوم کی ایک بہن بھوپال میں ایک مولوی صاحب سے بیاہی گئی تھیں جو سید احمد صاحب بریلوی کے مرید تھے اور جن کو انہوں نے اپنا خلیفہ بنا کر بھوپال میں بھیجا تھا اور کہا تھا کہ وہاں جا کر حدیث کو رائج کرو۔ مجھے جو خوابیں آئی تھیں میں نے انکی غلط تعبیر کی تھی۔ میں نے سمجھا تھا کہ شاید میں ہی مہدی موعود ہوں مگر معلوم ہوتا ہے میں مہدی موعود نہیں۔ اور چونکہ میرا وقت اب قریب آگیا ہے اس لئے تم ہندوستان میں واپس جاؤ۔ چنانچہ انہوں نے اس غرض کے لئے تین آدمی بھیجے تھے۔ ایک کو بہاولپور بھیجا۔ ایک صاحب کو جن کے شاگردوں میں مولوی نذیر حسین صاحب دہلوی بھی تھے جو اہلحدیث کے مشہور لیڈر تھے بنگال کی طرف بھیجا۔ کیونکہ بنگال سے انہیں بہت مدد آتی تھی۔ اور ایک کو بھوپال بھیجا۔ اس سے پتہ لگتا ہے کہ خدائی نوشتوں میں

یہ پہلے سے مقدر تھا

کہ ادھر سے خواجہ میر درد صاحب کے ساتھ یہ سلسلہ مل جائے اور ادھر سے حضرت نانا جان صاحب مرحوم کی بہن کے ذریعہ سے تیرھویں صدی کے مجدد سے یہ سلسلہ جا ملے اور اس طرح وہ بات پوری ہو جائے جو حضرت مسیح موعود نے تحریر فرمائی تھی کہ خدا تعالیٰ نے سید احمد صاحب بریلوی کو میرے لئے الیاس کے رنگ میں بھجوایا تھا۔ (ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص118)

چونکہ انہوں نے جن لوگوں کو اپنا خلیفہ بنا کر ہندوستان بھجوایا تھا ان میں سے ایک خواجہ میر درد صاحب کی نواسی کے خاوند تھے اس لئے دونوں طرف سے یہ رشتہ حضرت مسیح موعود کے خاندان سے آکر مل گیا۔ بہرحال جیسا کہ میں نے بتایا ہے

مجھے رؤیا میں کہا گیا

کہ تم اس پہاڑی پر چلے جاؤ۔ جب میں چلا تو مجھے اس طرح کی شکلیں نظر آنے لگیں کہیں بڑے بڑے ہاتھیوں کی شکل جیسے آدمی دکھائی دیتے تھے۔

بعض کا منہ تو آدمیوں کا سا ہوتا تھا لیکن جسم ہاتھی کا۔ پھر کہیں اونٹ دکھائی دیتے جن کے ہاتھ پیر آدمیوں والے ہوتے اور جسم اونٹ والا۔ پھر آگے کوئی آدمی ملتا تو میں دیکھتا کہ اس کا دھڑ تو ہے لیکن سر غائب ہے اور وہ شکلیں مجھے اپنی طرف بلاتیں اور کہتیں کہ جنگل میں آ جاؤ مگر مجھے خدا تعالیٰ کا بتایا ہوا فقرہ یاد رہا اور میں یہ کہتا چلا گیا کہ

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

اور میں نے ان کی کسی بات کا جواب نہ دیا۔ یہاں تک کہ چلتے چلتے میں اس جنگل کے پار گزر گیا۔

جب میں جنگل سے پار گزرا تو آگے اترائی آگئی۔ جب میں اترائی پر آیا تو میں نے دیکھا کہ سامنے پہاڑی پر خدا تعالیٰ بیٹھا ہوا ہے۔ میں نے خدا تعالیٰ کو دیکھتے ہی کہا کہ خدایا آپ کا احسان ہے کہ آپ مجھے خیروعافیت سے یہاں لے آئے ہیں۔ **اس پر اللہ تعالیٰ نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ دیکھو مسیح موعود میرا (مامور) ہے اس پر یقین رکھو** اور اگر چاہو تو پھر اس پہاڑی پر واپس چلے جاؤ۔ مگر میں نے کہا۔ میں واپس نہیں جانا چاہتا۔ میں اب یہیں رہوں گا۔ غرض اس وقت خدا تعالیٰ کے منہ سے میں نے سنا کہ حضرت مسیح موعود میرے (مامور) ہیں یہ دوسرا موقعہ تھا جس میں خدا تعالیٰ نے مجھے عملی طور پر مصلح موعود ہونے کی طرف "خدا کے فضل اور رحم" کے الفاظ کے ساتھ توجہ دلائی۔ لیکن میں نے پھر بھی مصلح موعود ہونے سے انکار ہی کیا

خواجہ کمال الدین صاحب

نے بار بار لکھا کہ اگر تم مصلح موعود ہو تو قسم کھا جاؤ میں مان لوں گا (اندرونی اختلافات سلسلہ احمدیہ کے اسباب ص74) مگر میں نے کہا جب تک خدا مجھے نہیں کہے گا میں نے قسم نہیں کھانی۔ جب خدا مجھے صاف لفظوں میں کہے گا کہ تو مصلح موعود ہے تب میں اپنے آپ کو مصلح موعود کہوں گا ورنہ جب تک خدا مجھے نہیں کہے گا میں اپنے آپکو مصلح موعود نہیں کہوں گا۔

چنانچہ 44ء میں اللہ تعالیٰ نے مجھے بتایا کہ تم مصلح موعود ہو۔ اس پر میں نے ایک جلسہ ہوشیار پور میں جا کر کیا جہاں حضرت مسیح موعود کو مصلح موعود کی پیشگوئی بتائی گئی تھی اور دوسرا جلسہ لاہور میں کیا جہاں مجھ پر اس پیشگوئی کے متعلق یہ انکشاف ہوا تھا۔ کہ میں ہی اس کا مصداق ہوں اور تیسرا جلسہ لدھیانہ میں کیا جہاں حضرت مسیح موعود نے پہلی بیعت لی تھی۔ اور چوتھا جلسہ دلی میں کیا۔ کیونکہ دلی میں حضرت خواجہ میر درد صاحب والی پیشگوئی پوری ہوئی تھی۔ اور میر درد کی اولاد مہدی کے ساتھ آکر مل گئی تھی۔ اور دونوں ایک ہو گئے تھے۔

تیسرا نشان اس وقت ظاہر ہوا۔ جب حضرت خلیفہ اول فوت ہوئے۔ یعنی ایک نشان تو حضرت مسیح موعود کی وفات کے بعد ظاہر ہوا اور دوسرا نشان ایک اور طرح پر حضرت خلیفہ اول کی وفات پر ظاہر ہوا۔ حضرت خلیفہ اول کی بیماری میں میں نے خواب میں دیکھا تھا کہ میں جمعہ پڑھا کے نواب محمد علی خان صاحب مرحوم کے گھر کی طرف جا رہا ہوں اور گاڑی میں بیٹھا ہوا ہوں کہ مجھے پتہ لگا کہ حضرت خلیفہ اول فوت ہو گئے ہیں۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ میں اس دن جمعہ کی نماز پڑھا کر نواب محمد علی صاحب مرحوم کی شکرم میں ان کی کوٹھی کی طرف جا رہا تھا کہ راستہ میں مجھے اطلاع ملی کہ حضرت خلیفہ اول فوت ہو گئے ہیں نواب صاحب کو ہی **حضرت خلیفہ اول** نے اپنی وصیت لکھ کر دی تھی اور انہی کے کمرہ میں پڑھوائی تھی اور پھر انہی کو آپ نے یہ وصیت دے دی کہ اسے اپنے قبضہ میں رکھو۔ بعد میں کام آئے گی۔ چنانچہ بعد میں ہم نے اسے چھپوا دیا۔ اس وقت مولوی محمد علی صاحب بھی وہاں بھاگتے ہوئے پہنچے۔ کہ شاید ریوڑیاں بٹ رہی ہوں گی۔ میں بھی اپنا حصہ لے لوں۔ جس وقت وہاں پہنچے اس وقت ان کے ساتھ کوئی اور دوست بھی تھے۔ شاید شیخ رحمت اللہ صاحب تھے۔ یا مرزا یعقوب بیگ صاحب تھے یہ مجھے یاد نہیں بہرحال خواجہ کمال الدین صاحب نہیں تھے۔ کیونکہ وہ اس وقت ولایت گئے ہوئے تھے۔ انہوں نے آکر مجھے بلوایا۔ اور کہا کہ مولوی محمد علی صاحب آپ سے کچھ بات کرنا چاہتے ہیں۔ میں نکلا تو قادیان سے کھارے کی طرف جو سڑک جاتی ہے اس کی طرف وہ مجھے لے گئے اور تھوڑی دور جا کر کہنے لگے کہ میاں صاحب جماعت کے لئے بڑا نازک وقت ہے۔ میں نے کہا مولوی صاحب بالکل ٹھیک بات ہے

بڑا نازک وقت ہے

کہنے لگے مولوی صاحب (یعنی حضرت خلیفہ اول) تو بڑے بزرگ آدمی تھے ان کی بیعت ہم نے کر لی اب آگے کیا بنے گا۔ میں نے کہا مولوی صاحب کی بیعت ہم نے محض بزرگ ہونے کی وجہ سے نہیں کی تھی بلکہ اس لئے کی تھی کہ جماعت کا ایک ہاتھ پر اتحاد رہے اور وہ ضرورت تو اب بھی موجود ہے۔ اس لئے اگر مولوی صاحب فوت ہو گئے ہیں تو کسی اور کے ہاتھ پر ہم جمع ہو جائیں گے۔ بہتر یہ ہے کہ جماعت کے آگے یہ معاملہ پیش کر دیا جائے۔ اور وہ جس کو چنے اس کے ہاتھ پر بیعت کر لی جائے۔ مولوی محمد علی صاحب کہنے لگے کہ آپ یہ بات اس لئے کہہ رہے ہیں کہ آپ کو پتہ ہے کہ جماعت کس کو چنے گی۔ میں نے کہا اگر آپ کے نزدیک جماعت مجھے چنے گی تو پھر آپ کو کیا اعتراض ہے۔ لیکن بہرحال اگر آپ کے دل میں ایسا کوئی شبہ ہے تو میں کھڑے ہو کر آپ کا نام پیش کر دوں گا اور کہوں گا کہ مولوی محمد علی صاحب کے ہاتھ پر بیعت کر لو۔ پھر جو میرے ساتھی اور دوست ہیں وہ ضرور آپ کے ہاتھ پر بیعت کر لیں گے اور جھگڑا ختم ہو جائے گا۔ آپ خلیفہ ہو جائیں گے۔ چنانچہ اس کے بعد میں نے اپنے سارے خاندان کے لوگوں کو جمع کیا ان میں نواب محمد علی خان صاحب اور میاں بشیر احمد صاحب اور غالباً ہمارے نانا جان میر ناصر نواب صاحب بھی تھے۔ ان سب کو جمع کر کے میں نے کہا کہ دیکھو یہ جماعت کے لئے بڑے فتنے کا وقت ہے اگر اس وقت ہم قائم نہ رہے تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ جماعت قیامت تک کے لئے بکھر جائے گی پھر میں نے ان سے ذکر کیا کہ میں نے مولوی محمد علی صاحب کے سامنے یہ بات پیش کی تھی کہ میں آپ کا نام لے دوں اور جماعت آپ کی بیعت کر لے گی۔ اور گو انہوں نے انکار کر دیا ہے۔ مگر پھر بھی میں سمجھتا ہوں کہ اگر اب بھی میں ان کا نام لے دوں گا اور آپ لوگ میری تائید میں ہوں تو ساری جماعت ادھر ہی چلی جائے گی۔ اس لئے آپ لوگ مجھے مشورہ دیں کہ میں کیا کروں اور کیا یہ مناسب نہیں ہوگا کہ میں مولوی محمد علی صاحب سے کہہ دوں کہ میں آپ کا نام پیش کرتا ہوں

مجھے یاد ہے

کہ اس وقت سب سے پہلے نواب محمد علی خان صاحب کھڑے ہوئے اور انہوں نے کہا بالکل ٹھیک بات ہے ہمیں کسی خاص شخص کی خلافت سے غرض نہیں ہمیں تو جماعت کے اتحاد سے غرض ہے آپ ان کا نام پیش کر دیں۔ ہم سب لوگ آپ کی تائید کریں گے۔ لیکن نانا جان صاحب مرحوم نے کچھ ہچکچاہٹ ظاہر کی اور کہا کہ ہم ایسے شخص کی بیعت کس طرح کر سکتے ہیں۔ مگر میں نے کہا آپ نہ کریں میں تو کر لوں گا۔ اور جب میں کر لوں گا تو پھر آپ کوئی اور آدمی تلاش کر لیں۔ آپ کو آخر مجھ پر ہی امید ہے مگر میں نے بہرحال مولوی محمد علی صاحب کی بیعت کر لینی ہے۔ پھر آپ جو چاہیں کریں۔ اس پر وہ بھی دب گئے مگر

خدا کی قدرت ہے

تھوڑی دیر کے بعد ایک آدمی دوڑتا ہوا آیا کہ بیت نور میں بہت لوگ جمع ہیں اور آپ کو بلا رہے ہیں۔ میں وہاں گیا اور میں نے یہی سمجھا ہوا تھا کہ میں کوشش کروں گا کہ لوگ مولوی محمد علی صاحب کے ہاتھ پر بیعت کر لیں۔ لیکن جب

خدا تعالیٰ نے کام مجھ سے لینا تھا تو مولوی محمد علی صاحب کس طرح کھڑے ہو جاتے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ جب میں وہاں پہنچا تو مجھے مولوی محمد احسن صاحب مرحوم نے کہا کہ ہاتھ بڑھائیے اور بیعت لیجئے۔ مجھے بیعت کے الفاظ بھی یاد نہیں تھے۔ میں نے کہا مجھے تو بیعت کے الفاظ یاد نہیں۔

مولوی سید سرور شاہ صاحب

آگے بڑھے اور انہوں نے کہا کہ لفظ مجھے یاد ہیں میں کہتا جاؤں گا آپ دہراتے جائیے۔ اب پہلے تو مولوی محمد علی صاحب نے انکار کیا تھا لیکن اس وقت کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے میں بھی تقریر کرنا چاہتا ہوں پہلے میری بات بھی سن لیجئے۔ مگر تمام احمدیوں نے شور مچا دیا کہ ہم نہیں سننا چاہتے بیٹھ جاؤ۔ بیٹھ جاؤ۔ اور اتنا شور مچا کہ مولوی محمد علی صاحب نے سمجھا کہ شاید یہ لوگ مجھے ماریں گے اور وہ ڈر کر بیٹھ گئے۔ غرض

جماعت نے میری بیعت کر لی

اس کے بعد انہوں نے لاہور میں جا کر شورش شروع کر دی۔ اور ایسے ایسے جھوٹ بولے کہ جن کا خیال کر کے بھی شرم آتی ہے۔

مثلاً میں ایک دفعہ بڑی (بیت الذکر) میں جہاں حضرت خلیفہ اول درس دیا کرتے تھے قرآن کریم کا درس دے رہا تھا کہ یہ بھی اس طرف سے کسی کام کے لئے گزرے اور بعد میں کہہ دیا کہ مجھے پتہ لگ گیا ہے کہ میرا اب قادیان میں رہنا ناممکن ہے کیونکہ مجھے لڑکوں نے پتھر مارے اور مجھے ذلیل کر کے میری کوٹھی تک دباتے آئے میں نے کہا مجھے نام بتائیے میں ابھی ان لڑکوں کو بلواتا ہوں اور انہیں سزا دیتا ہوں۔ پھر میں نے اپنے طور پر لڑکوں کو

تحقیق کے لئے بلوایا

تو انہوں نے کہا کہ ہم نے تو کوئی پتھر نہیں مارے۔ پھر میں نے مولوی محمد علی صاحب سے پوچھا کہ لڑکے تو انکار کرتے ہیں۔ وہ کہنے لگے انہوں نے پتھر نہیں مارے تھے بلکہ ایک لڑکے کو میں نے یہ کہتے سنا تھا کہ آؤ مولوی محمد علی صاحب کو روڑا ماریں۔ گویا بات صرف اتنی تھی۔ مگر اس کے لئے بھی میں خود ان کے مکان پر چل کر گیا۔ اور میں نے کہا کہ میں آپ کے پاس اس لئے آیا ہوں کہ لڑکوں کی طرف سے معذرت کروں۔ اور آپ سے خود واقعہ سنوں کہ بات کیا ہوئی ہے۔ اس وقت انہوں نے مجھے یہ بات بتائی۔ مگر میری معذرت سننے کے بعد بھی کہنے لگے کہ مجھے معلوم ہوتا ہے کہ اب میرا قادیان میں رہنا مناسب نہیں۔ میں نے ان سے کہا کہ

آپ کا یہ دیار محبوب ہے

اس کو نہ چھوڑیں اور جس قسم کی حفاظت آپ کہتے ہیں اس قسم کی حفاظت کا میں ذمہ دار ہوں یا جس قسم کا اعلان آپ چاہتے ہوں اس قسم کا اعلان میں جماعت کے سامنے کرنے کے لئے تیار ہوں۔ مگر آپ قادیان کو نہ چھوڑیں کیونکہ قادیان آپ کے اور ہمارے محبوب کا دیار ہے۔ اس پر پہلے تو وہ کہنے لگے بہت اچھا میں نہیں جاؤں گا۔ مگر چوتھے دن پتہ لگا کہ نہ صرف آپ گئے بلکہ ہماری لائبریری کی کتابیں بھی لے کر بھاگ گئے۔ یہ پہلی چوری تھی جو ان سے سرزد ہوئی کہ جتنی کتابیں لائبریری کی ان کے پاس رہتی تھیں تاکہ قرآن کریم کے ترجمہ میں ان سے مدد لے سکیں وہ ساری لے کر بھاگ گئے۔

قاضی امیر حسین صاحب

میرے پاس آئے۔ وہ میرے استاد بھی تھے اور حضرت خلیفہ اول کے بہت دوست تھے۔ کہنے لگے احمدیوں میں بڑا جوش ہے آپ مجھے جانے کی اجازت دیں میں نہر پر سے ان سے کتابیں چھین کر لے آتا ہوں میں نے کہا قاضی صاحب اس کا کوئی فائدہ نہیں۔ اگر ایک شخص دین کو چھوڑ کر چلا گیا ہے تو اس نے تو اتنی بڑی چیز چھوڑی ہے اس کے مقابلہ میں اگر ایک دو ہزار کی کتابیں ہم نے کھو بھی دیں تو کیا نقصان ہوا۔ اس نے تو دیار محبوب چھوڑا ہے۔ جماعت چھوڑ دی ہے ہم نے صرف چند کتابیں چھوڑی ہیں اس لئے آپ نہ جائیں۔ انہیں یہ بات ناگوار معلوم ہوئی اور چونکہ وہ میرے استاد تھے کہنے لگے میاں آپ کو سلسلہ کے مال کا درد نہیں میں نے کہا آپ کو سلسلہ کی عزت کا درد نہیں۔ اچھا بہرحال میں ہی ہوں۔ اس طرح

یہ تیسرا موقعہ تھا

جس میں خدا تعالیٰ نے یہ ظاہر کیا کہ وہ مجھ سے کام لینا چاہتا ہے اور جو شخص بھی میرے مقابلے میں کھڑا ہوا ہو۔ اللہ تعالیٰ اس کو ذلیل اور ناکام رکھنا چاہتا ہے اور خود اس کے ہاتھ سے ہی ذلت کے سامان کروا دیتا ہے۔ اب دیکھو اگر مولوی محمد علی صاحب اس وقت مان جاتے اور میں کھڑے ہو کر اعلان کر دیتا کہ ساری جماعت مولوی محمد علی صاحب کی بیعت کر لے تو یقیناً اس وقت لوگوں کے دلوں کی ایسی دردناک حالت تھی اور وہ اتنے ڈرے ہوئے تھے کہ وہ میری بات کا انکار نہ کرتے پھر انہیں مجھ سے محبت بھی تھی۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود کو فوت ہوئے ابھی تھوڑے ہی سال ہوئے تھے۔

پس اس محبت کی وجہ سے اور ادھر حضرت خلیفہ اول کی وفات کی وجہ سے دل بہت ڈرے ہوئے تھے دوسرے میرے ساتھ جماعت کی محبت کی ایک نئی وجہ یہ بھی پیدا ہو گئی تھی کہ 12ء میں میں حج کر کے واپس آیا تو اگلے سال یعنی

13ء میں میں نے الفضل جاری کیا

یہ اخبار بھی بڑا مقبول ہوا۔ اور اس کی وجہ سے بھی لوگوں کو میرے ساتھ خاص محبت تھی۔ اور کچھ اس وجہ سے بھی اسے مقبولیت ہوئی کہ اس میں کچھ مضامین حضرت خلیفہ اول نے بھی لکھے تھے۔ جن میں پیغامیوں کو برا بھلا کہا گیا تھا اور ایک جگہ پر تو آپ نے یہ الفاظ تحریر فرمائے تھے کہ

"ہزار ملامت پیغام پر جس نے اپنی چٹھی شائع کر کے ہمیں پیغام جنگ دیا اور نفاق کا بھانڈا پھوڑ دیا"

پس میں اگر کہہ دیتا کہ مولوی محمد علی صاحب کی بیعت کر لی جائے تو سب لوگ مولوی محمد علی صاحب کی بیعت کر لیتے مگر خدا تعالیٰ کا منشاء یہ تھا کہ یہ کام ان سے نہ لے بلکہ مجھ سے لے۔ سو خدا تعالیٰ نے مجھ کو ہی کھڑا کیا اور وہ ناکام رہے۔

یہ تیسری مثال ہے

اس بات کی کہ مصلح موعود کے لئے خدا تعالیٰ نے متواتر نشان دکھائے اور اس کی انگلی بار بار اس طرف اٹھتی تھی کہ میں ہی وہ شخص ہوں جس سے خدا تعالیٰ یہ کام لینا چاہتا ہے اور پھر میرے عمل نے بھی اس بات کو ثابت کر دیا۔ آج مولوی محمد علی صاحب کی تفسیر قرآن بھی موجود ہے اور میری تفسیر بھی ان کی تفسیر تین جلدوں میں ہے اور اس کے 1995 صفحات ہیں اور میری تفسیر قرآن اب تک 3366 صفحات تک مکمل ہو چکی ہے اور 1354 صفحہ کی اب تفسیر صغیر چھپی ہے۔ اگر یہ تفسیر کبیر مکمل ہو جائے تو میرا خیال ہے کہ وہ سات ہزار صفحہ کی کتاب ہو جائے گی اور مولوی صاحب کی اس کے مقابلہ میں صرف بیس سو صفحہ کی کتاب ہو گی۔ پھر اگر دوسری کتابیں دیکھی جائیں جیسے دعوۃ الامیر وغیرہ ہیں اور ان کے صفحات بھی اس میں شامل کئے جائیں تو میری تفسیر کے غالباً بیس ہزار سے زیادہ صفحے ہو جائیں گے اور مولوی صاحب کی کتابیں ان کے مقابلہ میں رکھی جائیں تو وہ بالکل ہیچ نظر آئیں گی۔

پھر (مربیان) کو دیکھ لو اللہ تعالیٰ نے مجھے

یورپ میں اشاعت احمدیت

کی ایسی توفیق دی کہ شیخ محمد طفیل صاحب جو غیر مبائعین کے مبلغ ہیں اور آجکل ایمسٹرڈم (ہیگ) میں کام کر رہے ہیں۔ انہوں نے ایک دفعہ "پیغام صلح" میں مضمون لکھا کہ اس وقت مغربی دنیا میں ہالینڈ۔ جرمنی سپین اور سوئٹزرلینڈ میں مبائعین کے (مربیان) کام کر رہے اور سب ہی پڑھے لکھے مخلص نوجوان ہیں اور سات آٹھ سال ان ممالک میں رہنے کی وجہ سے مغربی زبانوں سے بھی کماحقہ واقف ہو چکے ہیں اور تقریر و تحریر کی کافی مہارت پیدا کر چکے ہیں۔ اس کے علاوہ ڈچ جرمن اور انگریزی زبان میں ان کے پاس لٹریچر بھی اچھا خاصہ موجود ہے۔

(پیغام صلح 21 جولائی 54ء)

غرض اللہ تعالیٰ نے مجھے توفیق دی کہ سپین میں میں

موعود بیٹا

بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا
جو ہو گا ایک دن محبوب میرا
کروں گا دور اس مہ سے اندھیرا
دکھاؤں گا کہ اک عالم کو پھیرا
بشارت کیا ہے اک دل کی غذا دی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

نے کرم الٰہی ظفر کو بھجوایا۔

فرانس میں ملک عطاء الرحمٰن کو بھجوایا ہالینڈ میں حافظ قدرت اللہ اور غلام احمد بشیر کو بھجوایا۔ پھر مولوی ابوبکر ایوب انڈونیشین کو بھجوایا۔ اسی طرح شیخ ناصر کو سوئٹزرلینڈ میں بھجوایا۔ ابراہیم خلیل کو اٹلی سسلی اور فری ٹاؤن بھجوایا شیخ رشید احمد کو ڈچ گی آنا میں بھجوایا۔ اور خلیل ناصر امریکہ میں کام کر رہے ہیں پہلے

مفتی محمد صادق صاحب

کام کرتے تھے۔ پھر ماسٹر محمد دین صاحب کام کرتے رہے۔ پھر صوفی مطیع الرحمٰن صاحب بھجوائے گئے۔ اب خلیل ناصر کام کر رہے ہیں۔ اسی طرح امریکہ میں اور بھی بہت سے (مربی) کام کر رہے ہیں۔ غرض ان کی کتابوں سے زیادہ کتابیں لکھنے کی مجھے توفیق ملی اور پھر ان کتابوں کے ساتھ (مربی) بھیجنے کی جو ضرورت تھی جن کے بغیر کتابیں کوئی کام نہیں دے سکتیں۔ خدا تعالیٰ نے مجھے اس کو پورا کرنے کی بھی توفیق دی۔ کیونکہ یوروپین لوگ (احمدیت) سے ناواقف ہیں۔ جب تک ان کو کوئی سمجھانے والا نہ ہو صرف کتاب ان کے آگے رکھ دینے کا کوئی فائدہ نہیں ہو سکتا مگر

ہمارے (مربیان)

نے ان کتابوں کے ذریعہ سے جیسا کہ آپ نے مسٹر بشیر احمد آرچرڈ کا لیکچر سنا ہے یا ملک عزیز احمد صاحب سے سنا ہے وہاں کے حالات ہی بدل دیئے ہیں۔ ہمارے (مربی) نے صدر انڈونیشیا مسٹر سوکارنو کو قرآن شریف پیش کیا تھا جس کا فوٹو بھی چھپ گیا تھا۔ جب قرآن شریف انہیں پیش کیا گیا تو انہوں نے کھڑے ہو کر اسے لیا۔ اس کو چوما اور پھر اسے سر پر رکھا۔ ہمارا (مربی) بھی اس وقت ان کے سامنے کھڑا تھا۔ اس کے بعد انہوں نے خود ہی خواہش کی کہ اس کی فہرست مضامین بھی چھاپئے۔ چنانچہ وہ فہرست مضامین اب تفسیر صغیر کے ساتھ لگ گئی ہے۔ جب اس کا انگریزی میں ترجمہ ہو کر غیر ممالک میں جائے گا تو پھر لوگوں کو پتہ لگے گا کہ مولوی محمد علی صاحب کا انڈیکس اس کے مقابلہ میں کچھ بھی نہیں۔

(الفضل 20 فروری 58ء)

کتنا ہے خوش نصیب ظفر آج تک جسے ☆ دنیا کے حادثات پریشاں نہ کر سکے

محترم مولانا ظفر محمد ظفر صاحب

آپ سابق پروفیسر جامعہ احمدیہ، دیرینہ خادم سلسلہ اور معروف شاعر تھے

مکرم منصور احمد ظفر صاحب

والد محترم مولانا ظفر محمد صاحب ظفر 9/اپریل 1908ء کو بستی مندرانی میں پیدا ہوئے۔ یہ بستی ضلع ڈیرہ غازی خان کے قصبہ تونسہ شریف کے جنوب مغرب کی جانب چار پانچ میل کے فاصلہ پر کوہ سلیمان کے دامن میں واقع ہے۔

آپ کے والد بزرگوار حضرت حافظ فتح محمد خان صاحب ایک متوسط درجہ کے زمیندار تھے۔ آپ اپنے علاقہ میں اپنے علم وفضل کی بدولت مشہور تھے۔ آپ عربی اور فارسی زبان کے عالم تھے۔ فارسی زبان میں فی البدیہہ اشعار کہتے تھے۔ ان کا ایک مجموعہ کلام تھا۔ مگر افسوس کہ وہ ضائع ہوگیا۔ آپ مثنوی رومی کا درس دیا کرتے تھے۔ سفید ریش پٹھان اور بلوچ آپ کے شاگرد تھے۔ آپ کے استاد حضرت حافظ میاں رانجھا صاحب ایک صاحب کشف وکرامات بزرگ تھے۔ ایک دفعہ انہوں نے آپ سے فرمایا ''حافظ صاحب! میں اس دارفانی سے گزر جاؤں گا اور آپ زندہ ہونگے کہ امام مہدی ظہور فرمائیں گے۔ انکار نہ کرنا''۔

غالباً 1903ء میں حضرت مسیح موعود کی آواز آپ تک پہنچی تو آپ بیت الذکر کے دروازے پر کھڑے ہوگئے اور جو نمازی آتا اسے کہتے حضرت امام الزمان آگئے ہیں۔ لہٰذا ان کی بیعت کے لئے اپنا نام لکھوا دو۔ سو ہر نمازی نے اپنا نام لکھوا دیا اور اسی سال اپنے ساتھیوں سمیت پیدل قادیان روانہ ہوگئے۔ اور خدا تعالیٰ کے فضل سے سب نے بیعت کا شرف حاصل کیا۔ اس طرح یہ چھوٹی سی بستی حضرت بانی جماعت احمدیہ کے غلاموں کا گہوارہ بن گئی۔

آپ نے اپنے چوتھے فرزند ظفر محمد ظفر صاحب کو 1921ء میں بعمر 13 سال قادیان بھجوا دیا۔ آپ مدرسہ احمدیہ میں داخل ہوئے۔ آپ کی ذہانت کا یہ حال تھا کہ ایک سال میں دو جماعتوں کا امتحان دیا اور حافظہ اس پایہ کا تھا کہ جو کچھ پڑھتے زبانی یاد ہو جاتا۔ غالباً 1923ء میں صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب (حضرت خلیفۃ المسیح الثالث) بھی مدرسہ احمدیہ میں داخل ہوئے اور اس طرح ابا جان کو آپ کے نہ صرف کلاس فیلو بلکہ سیٹ فیلو ہونے کا بھی شرف حاصل ہو گیا۔ یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ مولوی فاضل کے امتحان میں صاحبزادہ صاحب اول نمبر پر آئے اور مولوی صاحب دوم رہے۔ جامعہ احمدیہ سے مربیان کلاس پاس کرنے کے بعد 1932ء میں آپ کی شادی محترم ڈاکٹر ظفر حسن صاحب کی صاحبزادی محترمہ رشیدہ بیگم صاحبہ سے ہوئی۔ محترم والد صاحب جامعہ احمدیہ سے فارغ التحصیل ہونے کے بعد بہاولپور میں بطور مربی متعین کئے گئے۔

ایک دفعہ بٹالہ کے دو دوستوں کا قضیہ قادیان دارالامان میں آیا۔ پہلے کچھ عرصہ دفاتر میں چلتا رہا۔ پھر قضاء میں آیا۔ پہلے ایک قاضی نے فیصلہ کیا۔ پھر دو قاضیوں نے فیصلہ کیا۔ پھر تین قاضیوں کے بورڈ میں پیش ہوا جس میں آپ بھی شامل تھے۔ دفاتر اور جملہ قاضیوں کا فیصلہ مدعی کے حق میں تھا۔ لیکن آپ نے ان سب قاضیوں سے اختلاف کیا اور الگ اپنا فیصلہ لکھا۔ حضور نے اس ضمن میں جناب شیخ بشیر احمد صاحب ایڈووکیٹ کو جو بعد میں ہائی کورٹ کے جج مقرر ہوئے کو لاہور سے بلوایا اور آپ کا فیصلہ دکھایا اس فیصلہ کو پڑھنے کے بعد محترم شیخ صاحب نے فرمایا کہ میں اس نوجوان کو دیکھنا چاہتا ہوں۔ چنانچہ آپ شیخ صاحب سے ملے تو انہوں نے مبارکباد اور داد دی۔

(کلام ظفر۔ صفحہ 7)

مارچ 1939ء میں آپ کو اپنے وطن ضلع ڈیرہ غازی خان جانا پڑا اور مارچ 1944ء تک قریباً 5 سال وہیں رہے۔ اس عرصہ میں آپ نے ادیب فاضل، منشی فاضل اور ایف۔اے کے امتحانات پاس کئے۔ 1944ء میں آپ کو جامعہ احمدیہ میں پروفیسر لگا دیا گیا۔ آپ 1956ء تک جامعہ احمدیہ میں پڑھاتے رہے۔ پھر آنکھوں کی تکلیف کی وجہ سے جامعہ احمدیہ سے فارغ ہوگئے۔ اور قضاء میں وکالت شروع کردی۔

کلام ظفر

آپ کو عربی، اردو اور فارسی زبانوں پر کامل عبور تھا۔ اور دسترس حاصل تھی۔ تینوں زبانوں کے قادر الکلام شاعر تھے۔ سلسلہ کے اخبارات ورسائل میں آپ کا کلام وقتاً فوقتاً شائع ہوتا رہا۔ 1980ء میں آپ کی زندگی میں یہ شعری مجموعہ ''کلام ظفر'' کی صورت میں شائع ہوا۔ ترانہ ناصرات کلام ظفر سے لیا گیا ہے۔

ہم احمدی بنات ہیں خدا کی ناصرات ہیں
رسول پاک مصطفیٰ کی دل سے خادمات ہیں

کلام ظفر کے مسودہ کو پڑھ کر نہ صرف شیخ محمد احمد صاحب مظہر نے دل کھول کر تعریف کرتے ہوئے اسے سلسلہ کے لٹریچر میں ایک قیمتی اضافہ قرار دیا بلکہ حضرت مرزا طاہر احمد صاحب نے اپنے منصب خلافت پر فائز ہونے سے قبل یوں تعریف فرمائی تھی۔

''میں نے شروع سے آخر تک یہ تمام کلام پرلطف اور پرمغز پایا ہے۔ ممکن نہیں کہ انسان اس پر محض سرسری نظر ڈالتے ہوئے گزر جائے۔ کئی مقامات پر ٹھہر کر اطمینان سے اسی طرح لطف اندوز ہونا پڑتا ہے جیسے حسین قدرتی مناظر انسان کے قدم تھام لیتے ہیں۔ ایک بھی نظم ایسی نہیں جو بے مقصد یعنی شاعری برائے شاعری کے ضمن میں آتی ہو اور حقیقت اور خلوص سے عاری ہو۔ زبان بھی نہایت سلیس اور ہلکی پھلکی ہے .... یہ ایک خوشنما پھولوں کا گلدستہ ہے''۔

قرآن کریم سے آپ کو گہرا شغف اور بڑی محبت تھی قرآن کریم کے رموز واسرار اور حقائق ومعارف جاننے میں منہمک رہتے۔ مقطعات قرآنی اور علم الاعداد کا گہرا علم رکھتے تھے۔ کلام ظفر کے بعد تین کتب کے بیش قیمت مسودات تحریر کئے۔

☆ ہمارا قرآن اور اس کا اسلوب بیان

☆ قرآن زمانے کے آئینہ میں

☆ معجزات القرآن

جو حال ہی میں چھپ چکی ہے۔ 1977ء میں معجزات القرآن کے مسودہ پر صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب نے یہ تبصرہ فرمایا تھا:۔

''مسودہ بنام معجزات القرآن کا خاکسار نے گہری دلچسپی کے ساتھ بالاستیعاب مطالعہ کیا۔ آپ نے قرآن کریم کی معجزانہ شان کے جس پہلو پر قلم اٹھایا ہے۔ یہ علم قرآن کی ایسی شاخ ہے جس پر آج تک بہت کم لکھا گیا ہے۔ اس مسودہ کے مطالعہ سے یہ دیکھ کر طبیعت میں ہیجان پیدا ہوتا ہے کہ علوم قران کی کائنات میں اس پہلو سے بھی تحقیق اور دریافت کا کتنا بڑا جہان کھلا پڑا ہے۔ اور اہل فکر کو جستجو کی دعوت دے رہا ہے۔ اس مطالعہ سے مجھے بہت کچھ حاصل ہوا۔ کئی نئے علمی نکات سے لطف اندوز ہوا۔ تحقیق کی کئی نئی راہوں کی طرف توجہ مبذول ہوئی اور دل میں اس خیال سے شکر وامتنان کے جذبات پیدا ہوئے کہ اللہ تعالیٰ حضرت مسیح موعود کی دعاؤں کو آپ کے غلاموں کے حق میں مقبول فرما رہا ہے۔ اور علم ومعرفت میں ترقی کے نئے نئے دروازے ان پر کھول رہا ہے''۔

یہ امر خاص طور پر قابل ذکر ہے کہ آپ نے ''بچپن میں .... خواب میں دیکھا تھا کہ قرآن شریف میرے سینہ میں چمک رہا ہے۔ جب یہ خواب .... اپنے والد صاحب کو سنائی تو انہوں نے .... دینی تعلیم کے حصول کے لئے قادیان بھیجنے کا فیصلہ فرمایا''۔

(الفضل 29 جولائی 1982ء)

آخر میں آپ کی زندگی کے چند واقعات ہدیہ قارئین ہیں:۔

آپ کی خودداری اور صبر کا یہ واقعہ قابل ذکر ہے۔ کہ قادیان میں جب آپ بورڈنگ میں رہتے تھے تو ایک دفعہ گھر سے کچھ عرصہ تک رقم نہ آنے کے باعث آپ کا کھانا بند کردیا گیا۔ آپ نے عہد کرلیا کہ میں کسی سے مانگوں گا نہیں۔ آپ تین دن اور دو راتیں بھوکے رہے۔ اس کے بعد سپرنٹنڈنٹ نے پوچھا کہ تم کھانا کہاں سے کھاتے ہو؟ آپ نے مسکرا کر ٹال دیا! اس پر آپ کا کھانا جاری کردیا گیا۔

آپ کو جھوٹ سے اور جھوٹ بولنے والوں سے سخت نفرت ہوتی تھی۔ جب آپ قادیان سے ہجرت کر کے احمد نگر آگئے تو آپ کے پاس کوئی گرم کپڑا نہ تھا۔ جب سردی کا موسم آیا تو آپ کو گرم کپڑوں کی ضرورت محسوس ہوئی۔ ایک صاحب نے آپ سے کہا کہ مرکز میں گرم کپڑے آئے ہیں۔ میں بھی وہاں سے یہ کوٹ جو میں نے پہنا ہوا ہے لے آیا ہوں۔ آپ بھی جائیں اور لے آئیں۔ آپ نے کہا نہیں۔ میں تو نہیں مانگوں گا۔ دوسرے دن ہی آپ کو سنگاپور سے جناب مولوی غلام حسین صاحب ایاز مرحوم کا ایک خط آیا کہ میں اپنے بھائی کیلئے گرم کوٹ کا کپڑا بھیج رہا ہوں۔ چنانچہ چند دن کے بعد وہ کپڑا مل گیا۔

پاکستان بننے پر جب ہندوستان میں مسلمانوں کا قتل عام شروع ہوگیا اور قادیان کے گردونواح میں بھی خطرہ لاحق ہوگیا۔ مرکز نے آپ کو کسی کام کے سلسلے میں ملتان ڈویژن جانے کا حکم دیا۔ آپ نے درخواست دی کہ مجھے اجازت دی جائے کہ میں اپنے بیوی بچوں کو بھی ساتھ لے جاؤں اس پر اجازت تو مل گئی لیکن مشکل یہ پیش آئی کہ آپ کے پاس اپنے بیوی بچوں کو ساتھ لے جانے کیلئے کرایہ نہ تھا۔ لہٰذا آپ ساری رات نوافل پڑھتے رہے اور گریہ وزاری سے دعائیں کرتے رہے۔ اور جب صبح کی نماز کا وقت قریب ہونے کو تھا تو آپ کو سجدہ میں زور سے ایک آواز آئی کہ خدا نے تمہیں موت کے بعد زندگی بخش دی۔ چنانچہ صبح ہونے پر آپ نے اپنے بیوی بچوں سے کہا کہ ہم انشاء اللہ تعالیٰ بخیریت پاکستان پہنچ جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ کرایہ کا بھی انتظام کر دے گا۔ تھوڑی دیر کے بعد کسی نے دروازے پر دستک دی۔ آپ دروازہ پر پہنچے تو ایک شخص نے آپ کو پچاس روپے دئے اور کہا کہ یہ رقم حضرت مرزا شریف احمد

باقی صفحہ 7 پر

اطلاعات و اعلانات

نوٹ: اعلانات صدر/امیر صاحب حلقہ کی تصدیق کے ساتھ آنا ضروری ہیں۔

ولادت

اللہ تعالیٰ نے عزیزہ امۃ الحی ملکہ صاحبہ سابق جنرل سیکرٹری لجنہ اماء اللہ محلہ دارالعلوم غربی حلقہ صادق اور مکرم رانا ندیم احمد صاحب کو پہلے بیٹے سے نوازا ہے۔ نومولود کا نام فیضان ندیم تجویز ہوا ہے۔ نومولود مکرم چوہدری محمد اکبر فانی پنشنز اکاؤنٹنٹ تحریک جدید کا نواسہ مکرم چوہدری حبیب الرحمن صاحب مرحوم کاٹھگڑھی کا پوتا ہے۔

احباب کرام نے اس کی عمر میں برکت اور خادم دین و نافع الناس وجود بننے کے لئے درخواست دعا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے عزیزہ امۃ المتین اور مکرم محبوب احمد صاحب کو دوسری بیٹی سے نوازا ہے۔ نومولودہ چوہدری محمد اکبر فانی پنشنز اکاؤنٹنٹ تحریک جدید کی نواسی اور مکرم چوہدری منظور احمد صاحب سدھو چک نمبر 209 ر-ب کی پوتی ہیں۔ نومولودہ کا نام ''حانیہ محبوب'' تجویز ہوا ہے۔ نومولودہ کی درازی عمر اور احمدیت کی خادمہ ہونے کی درخواست ہے۔

مکرم محمود احمد صاحب راجپوت آف محمود جیولرز لکھتے ہیں کہ میرے بیٹے عزیزم افتخار احمد جنرل سیکرٹری دعوت الی اللہ ہمبرگ جرمنی کو خدا تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے دو بیٹیوں کے بعد 23 جنوری 2002ء کو بیٹا عطا فرمایا ہے۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے نومولود کا نام ابرار احمد عطا فرمایا ہے بچہ وقف نو کی تحریک میں شامل ہے اور مکرم میاں مبارک احمد صاحب دارالرحمت وسطی کا نواسہ ہے۔ عزیزم کی صحت وسلامتی والی درازعمر والدین کے لئے قرۃ العین اور خادم دین بننے کے لئے درخواست دعا ہے۔

درخواست دعا

مکرم نعیم احمد ناصر صاحب معلم وقف جدید تحریر کرتے ہیں کہ میری دادی مکرمہ رمضان بی بی صاحبہ ایک ماہ سے دائیں سائیڈ پر فالج کی وجہ سے بیمار ہیں۔ اب طبیعت کچھ بہتر ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو جلد از جلد شفاء بخشے۔

مکرم عنایت اللہ چوہدری صاحب دارالرحمت غربی لکھتے ہیں خاکسار کے بڑے بھائی مکرم چوہدری فضل احمد صاحب کو لمبے عرصہ پانچ سال سے علیل ہیں پہلے تو نچلا دھڑ بالکل بے حس تھا۔ اب خدا تعالیٰ کے فضل سے چھڑی کے سہارے چل پھر لیتے ہیں۔ احباب جماعت سے شفائے کاملہ وعاجلہ کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

سانحہ ارتحال

مکرم نعیم اکرم طاہر باجوہ صاحب مربی سلسلہ خانقاہ ڈوگراں ضلع شیخوپورہ اطلاع دیتے ہیں کہ خاکسار کے پھوپھا جان مکرم احمد جان صاحب چٹھہ ولد مکرم چوہدری حیات محمد صاحب چٹھہ آف مدرسہ چٹھہ ضلع گوجرانوالہ بعمر 87 سال مورخہ 16 فروری 2002ء کو وفات پا گئے۔ 17 فروری کو مقامی قبرستان میں تدفین ہوئی۔ جنازہ خاکسار نے پڑھایا آپ بہت ہی شریف الطبع۔ ملنسار اور جماعتی کاموں کا جذبہ رکھتے تھے۔ آپ کے پسماندگان میں بیوہ مکرمہ ممتاز بیگم صاحبہ کے علاوہ ایک بیٹی اور چھ بیٹے ہیں۔ احباب جماعت سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند کرے اور پسماندگان کو صبر کی توفیق دے۔ (آمین)

دورہ نمائندہ الفضل

ادارہ الفضل مکرم منور احمد جج صاحب کو بطور نمائندہ الفضل سندھ کے اضلاع کے دورہ پر مندرجہ ذیل مقاصد کے لئے بھیج رہا ہے۔

(1) توسیع اشاعت

(2) وصولی الفضل و بقایاجات

(3) ترغیب برائے اشتہارات

احباب کرام سے تعاون کی درخواست کی جاتی ہے۔

(مینیجر الفضل)

اعلان دارالقضاء

(محترمہ چاند سلطانہ صاحبہ بابت ترکہ مکرم سید یوسف سہیل شوق صاحب)

محترمہ چاند سلطانہ صاحبہ بیوہ مکرم سید یوسف سہیل شوق صاحب اسسٹنٹ ایڈیٹر الفضل (ساکن دارالنصر غربی (ب) ربوہ) نے درخواست دی ہے کہ میرے شوہر بقضائے الٰہی وفات پا گئے ہیں۔ ان کا جمع شدہ پراویڈنٹ فنڈ مبلغ 31,297/46 روپے مجھے ادا کیا جائے۔ دیگر ورثاء کو اس پر کوئی اعتراض نہ ہے۔ جملہ ورثاء کی تفصیل یہ ہے۔

(1) محترمہ چاند سلطانہ صاحبہ (بیوہ)

(2) محترمہ نجیبہ سہیل صاحبہ (بیٹی)

(3) محترمہ عامرہ سہیل صاحبہ (بیٹی)

(4) مکرم سید ابراہیم سہیل صاحب (بیٹا)

بذریعہ اخبار اعلان کیا جاتا ہے کہ اگر کسی وارث یا غیر وارث کو اس ادائیگی پر کوئی اعتراض ہو تو وہ تیس یوم کے اندر اندر دارالقضاء ربوہ میں اطلاع دیں۔

(ناظم دارالقضاء ربوہ)

عالمی ذرائع ابلاغ سے

عالمی خبریں

ہندوؤں کی ٹرین نذر آتش

بھارتی صوبے گجرات میں مشتعل ہجوم نے رام مندر کی تعمیر کی مذہبی تقریب میں شرکت سے واپس آنے والے ویشوا ہندو پریشد کے کارکنوں کی ٹرین کو آگ لگادی ہے جس سے 60 سے زائد کارکن ہلاک اور درجنوں زخمی ہو گئے تفصیلات کے مطابق گجرات کے مسلم اکثریت والے علاقے گودھرا کے ریلوے سٹیشن پر ویشوا ہندو پریشد کے کارکنوں نے مسلمانوں کے خلاف نعرہ بازی شروع کر دی جس کے بعد وہاں پر موجود مشتعل ہجوم نے پتھراؤ کے بعد ٹرین کو آگ لگادی۔ 4 بوگیاں نذر آتش کر دی گئیں۔ جنونی ہندوؤں نے حملے کی ذمہ داری مسلمانوں پر عائد کردی ہے۔ بھارتی وزارت داخلہ نے ہدایت کی ہے کہ رام مندر کی تعمیر کے لئے جانے والے ہندو گروپوں کی شکل میں ٹرینوں پر سفر نہ کریں۔

ایودھیا میں کشیدگی

ایودھیا میں رام مندر کی تعمیر کی وجہ سے کشیدگی میں اضافہ ہوگیا ہے۔ بھارتی وزیراعظم واجپائی اور وزیر داخلہ نے اپیل کی ہے کہ رام مندر کی تعمیر عدالتی فیصلہ تک روک دی جائے۔ 20 ہزار سے زائد انتہا پسند ہندو ہاکیاں لاٹھیاں ڈنڈے اور ترشول اٹھائے ایودھیا اکٹھے ہوگئے ہیں۔

دو فلسطینی دیہات پر قبضہ

اسرائیلی فوج نے مرکزی غزہ پٹی میں 2 فلسطینی دیہاتوں پر قبضہ کرلیا ہے بیت اللحم میں یہودیوں کی بس پر بم دھماکہ ہوا۔ اسرائیلی فوج کی فائرنگ سے مصر کی سرحد پر 4 فلسطینی شہید ہوگئے۔

امن مذاکرات

تل ابیب میں اسرائیل اور فلسطین کے درمیان قیام امن کے لئے مذاکرات جاری ہیں۔ اسرائیلی حکام اور فلسطینی مذاکرات کاروں کے درمیان بات چیت کو کامیاب بنانے کے لئے امریکہ ثالث کا کردار ادا کر رہا ہے۔

سلامتی کونسل کا اجلاس

مشرق وسطی میں قیام امن کے لئے عرب ملکوں کی قرارداد کے مسودے پر غور کرنے کیلئے سلامتی کونسل کا اجلاس جاری ہے۔ یورپی یونین کی خارجہ پالیسی کے سربراہ سعودی عرب کے امن منصوبے پر بات چیت کے لئے سعودی ولی عہد شہزادہ عبداللہ سے ملاقات کرنے والے ہیں فلسطینی اور اسرائیلی قیادت نے سعودی امن منصوبے میں دلچسپی کا اظہار کیا ہے۔

مقبوضہ کشمیر میں جھڑپیں

بھارتی فوج نے مقبوضہ کشمیر میں حزب المجاہدین کے تین کمانڈروں کو شہید کرنے کا دعویٰ کیا ہے مختلف جھڑپوں کے دوران 9 بھارتی فوجی ہلاک اور 6 مجاہدین شہید ہو گئے ہیں۔ بانڈی پورہ میں کریک ڈاؤن کے دوران گھر گھر تلاشی اور تشدد سے دو افراد شہید کردیئے گئے۔

ملائیشیا میں تارکین وطن کے خلاف کارروائی

ملائیشیا میں حکومت کی طرف سے غیر قانونی تارکین وطن کے خلاف کریک ڈاؤن کے دوران ہزاروں افراد گرفتار اور سینکڑوں مکانات مسمار کردیئے گئے۔ جزیرہ بورنیو کی ریاست سباح میں 30 ہزار غیر قانونی تارکین وطن ہیں

پرتگال میں 9 افراد ہلاک

پرتگال میں علیحدگی پسندوں نے ایک فوجی ٹرک پر حملہ کرکے 9 افراد کو ہلاک کردیا۔ یہ حملہ ''یونیٹا'' کے باغیوں نے اپنے لیڈر کے قتل کا بدلہ لینے کے لئے کیا۔ 15 افراد زخمی بھی ہوئے۔

بقیہ صفحہ 6

صاحب نے آپ کو بھیجی ہے۔ اگر مزید ضرورت ہو تو اور بھی منگوالیں۔ اس طرح خدا تعالیٰ نے ہماری مشکلات حل کردیں۔

ہمارے والد محترم اپنی طبیعت کے لحاظ سے ایک خوش مزاج، سادگی پسند، نام ونمود سے متنفر، دنیا طلبی سے بے نیاز، مستغنی اور بچوں سے پیار کرنے والے بزرگ تھے۔ ایک دفعہ مالی تنگی کے ایام میں آپ نے اللہ تعالیٰ سے بیس روپے مانگے اللہ تعالیٰ نے بیس روپے تو دے دیئے لیکن ساتھ ہی خواب میں آپ کو ایک ایسا نظارہ دکھایا جس کا مقصد یہ تھا کہ مجھ سے یہ چیز کیوں مانگتے ہو۔ مجھ سے میرا فضل مانگو۔ غالباً یہی وجہ ہے کہ ہم نے ہمیشہ خواہ حالات سازگار ہوں یا ناسازگار۔ آپ کو خوش وخرم اور مطمئن دیکھا۔ آپ نے خود بھی اپنے ایک شعر میں اس حقیقت کو بیان کیا ہے وہ یہ ہے۔

کتنا ہے خوش نصیب ظفر آج تک جسے
دنیا کے حادثات پریشاں نہ کر سکے

عمر کے آخری حصے میں بوجہ کمزوری نظر تلاوت سے محروم تھے لیکن اس کمی کو پورا کرنے کیلئے پورے قرآن شریف کے کیسٹ رکھے ہوئے تھے جنہیں آپ باقاعدگی سے دیر تک سنتے رہتے تھے۔ آپ یتیموں، مسکینوں اور محتاجوں کی جستجو میں رہتے تھے اور جہاں تک ممکن ہوتا ان کی مدد فرماتے۔ آپ کا اپنے رشتہ داروں اور پڑوسیوں سے بھی قابل رشک سلوک تھا۔

آپ صاحب رویا بزرگ تھے۔ محبت الٰہی، محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور محبت قرآن آپ کے رگ وریشہ میں سرایت تھی۔ آپ کو حضرت اقدس مسیح موعود، آپ کے خلفاء اور احمدیت کے ساتھ سچی محبت تھی۔ خلاصہ کلام یہ کہ یہ وجود عجز وانکسار اور علم ومعرفت سے مزین تھا آپ نے 23 اپریل 1982ء کو اپنی جان جان آفرین کے سپرد کی۔ اور بہشتی مقبرہ ربوہ میں محو خواب ہوئے اور آپ کا یہ شعر زائر کو محو دعا بنا دیتا ہے۔

آئے مرے عزیز ہیں میرے مزار پر
رحمت خدا کی مانگنے مشتِ غبار پر

ملکی خبریں
ملکی ذرائع ابلاغ سے

ربوہ میں طلوع و غروب

☆ جمعہ یکم مارچ غروب آفتاب:	6-08
☆ ہفتہ 2 مارچ طلوع فجر:	5-11
☆ ہفتہ 2 مارچ طلوع آفتاب:	6-33

پاکستان کو جدید بنانا چاہتے ہیں صدر مملکت

جنرل مشرف نے وفاقی وزراء کو ہدایت کی ہے کہ وہ کابینہ کے فیصلوں پر مقررہ وقت میں صحیح طور پر عملدرآمد کو یقینی بنائیں۔ انہوں نے یہ بات وفاقی کابینہ کے اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے کہی۔ انہوں نے کہا کہ مسائل کو فوری طور پر حل کیا جائے۔ لاہور کے قلعہ میں ایک اور تقریب سے خطاب کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ وہ پاکستان کو ایک جدت پسند' جمہوریت اور ترقی والا ملک دیکھنا چاہتے ہیں لیکن وہ مغربیت کی راہ پر چل کر یہ چیز حاصل نہیں کرنا چاہتے۔

کسی قسم کا کوئی سمجھوتہ نہیں کیا جائے گا پنجاب

کے گورنر نے کہا ہے کہ ملک کی عزت' وقار اور امن وامان کے مسئلہ پر کسی قسم کا کوئی سمجھوتہ نہیں کیا جائے گا۔ اور نہ ہی کسی کا کوئی دباؤ قبول کیا جائے گا۔ صوبے اور ملک میں جو کوئی بھی دہشت گردی میں ملوث ہوگا۔ اس کے ساتھ نہ صرف سختی سے نمٹا جائے گا بلکہ ایسے عناصر کا ڈٹ کر مقابلہ کیا جائے گا۔

پندرہ مشتبہ افراد گرفتار پولیس نے راولپنڈی کی مسجد

میں دہشت گردی کے بعد 15 مشتبہ افراد کو گرفتار کر لیا ہے۔ پیرودھائی کے علاقہ خیابان سرسید کے سیکٹر 4 میں واقع شاہ نجف میں نماز مغرب کی ادائیگی کے دوران نامعلوم دہشت گردوں نے خودکار اسلحہ سے اندھا دھند فائرنگ کردی تھی۔ جس سے 10 افراد ہلاک ہوگئے۔ ان افراد کو راولپنڈی اور لاہور سے گرفتار کیا گیا۔ گرفتار ہونے والے افراد کا تعلق کالعدم سپاہ صحابہ سے بتایا جاتا ہے۔

پاکستان نے تیسرا ہاکی میچ بھی جیت لیا

پاکستان نے ورلڈکپ ہاکی ٹورنامنٹ میں نیوزی لینڈ کو دو صفر سے ہرا کر مسلسل تیسرا میچ بھی جیت لیا۔ جبکہ بھارتی ٹیم ملائیشیا سے ہارنے کے بعد ٹورنامنٹ سے آؤٹ ہوگئی ہے۔

نئے ججوں کی تقرری مسترد لاہور ہائی کورٹ بار

ایسوسی ایشن نے احتساب عدالتوں کے پانچ ججوں کی بطور ہائی کورٹ جج تقرریوں کو مسترد کرتے ہوئے اعلان کیا ہے کہ وہ ان ججوں کی حلف برداری کی تقریب کا بائیکاٹ کرے گی۔

گیس مزید مہنگی ہوگئی

وفاقی کابینہ نے فیصلہ کیا ہے کہ گھریلو صارفین کے لئے 8 سے 20 فیصد تک گیس کے نرخوں میں اضافہ کیا جائے۔

قارئین الفضل متوجہ ہوں

جو قارئین اخبار الفضل ہاکر سے حاصل کرتے ہیں ان کی خدمت میں عرض ہے کہ ماہ فروری 2002ء کا بل مبلغ -/63 روپے بنتا ہے۔ بل کی ادائیگی جلد کر کے ممنون فرمائیں۔ (مینیجر روزنامہ الفضل)

کوالٹی ایجوکیشن کے لئے ربوہ میں منفرد ادارہ- MACLS

دنیائے کمپیوٹر میں سرٹیفکیٹ اور شارٹ کورسز تعلیم یافتہ اور تجربہ کار اساتذہ کی زیر نگرانی اور مکمل لیب کی سہولیات کے ساتھ کروائے جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ انگریزی فرنچ اور جرمن زبانوں میں بھی آڈیو وڈیو لیب کی مدد سے نئے کورسز کا اجراء کیا جارہا ہے۔

20 فروری سے داخلے شروع ہیں | مارچ کے پہلے ہفتہ میں کلاسز کا اجراء

ماڈرن اکیڈمی آف کمپیوٹر اینڈ لینگوئج سٹڈیز

کالج روڈ احسن مارکیٹ ربوہ 04524-212088
Email: macls@ureach.com

ESTD-1942

آپ کا تعاون- آپ کی سہولت- آپ کا فائدہ- ہماری بنی ہوئی کاپیاں استعمال کریں

ظفر بک ڈپو

بالمقابل جامعہ احمدیہ ربوہ

اردو بازار سرگودھا
فون 0451-716088

ہمارا نصب العین - دیانت - محنت - عمل پیہم

ہیون ہاؤس پبلک سکول رجسٹرڈ دارالصدر غربی (القمر)

2 مارچ سے نئی کلاسز اور داخلے نرسری تا ہشتم- مکمل انگلش میڈیم

اپنے بچوں کے محفوظ اور بہتر ماحول- مضبوط تعلیمی بنیاد اور کامیاب تعلیم و تربیت کے لئے خاص طور پر ہماری مثالی اور پریپ کلاسز سے فائدہ اٹھائیں۔

پرنسپل پروفیسر راجا نصراللہ خان - فون نمبر 211039

HERCULES

Reliable Products for your Vehicle

TIN PACK

مینوفیکچرر

آئل فلٹر

پٹہ کمانی سیلنسر بکس
وسلنسر پائپ اور
ربڑ پارٹس

ہرکولیس آئل فلٹر

میاں بھائی

طالب دعا میاں عبداللطیف- میاں عبدالماجد

کوٹ شہاب دین نزد فرخ مارکیٹ شاہدرہ لاہور
Ph: 042-7932514-5-6
Fax: 042-7932517 E-mail: mianbhai2001@yahoo.co.uk

حبوب مفید اٹھرا

چھوٹی -/50 روپے- بڑی -/200 روپے

تیارکردہ: ناصر دواخانہ رجسٹرڈ گولبازار ربوہ

04524-212434 Fax:213966

ھوالشافی
خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
ھوالناصر

مقبول ہومیو پیتھک فری ڈسپنسری

زیر سرپرستی مقبول احمد خان زیر نگرانی ڈاکٹر محمد الیاس شورکوٹی
بس سٹاپ بستان افغاناں- تحصیل شکرگڑھ ضلع نارووال

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

زرمبادلہ کمانے کا بہترین ذریعہ- کاروباری سیاحتی' بیرون ملک مقیم احمدی بھائیوں کیلئے ہاتھ کے بنے ہوئے قالین ساتھ لے جائیں

ڈیزائن: بخارا اصفہان' شجرکار' ویجی ٹیبل ڈائز- کوکیشن افغانی وغیرہ

احمد مقبول کارپٹس

مقبول احمد خان آف شکرگڑھ

12- ٹیگلور پارک نکلسن روڈ لاہور عقب شوبرا ہوٹل
042-6306163-6368130 Fax:042-6368134
E-mail:mobi-k@usa.net

خالص سونے کے زیورات کا مرکز

الفضل جیولرز

چوک یادگار حضرت اماں جان ربوہ

پروپرائٹر:- غلام مرتضیٰ محمود

فون دکان 213649 فون رہائش 211649

خوشخبری

اپریشن تھیٹر کا آغاز: ڈیلیوری بڑے اپریشن سے ہرنیا' اپنڈکس' پراسٹیٹ' پتے کی پتھری- ایمرجنسی اپریشن- غرض ہر قسم کے اپریشن کئے جائینگے- انشاءاللہ

فیصل آباد سے سرجیکل سپیشلسٹ کی آمد

ہر اتوار صبح 9 بجے تا 12 بجے

میڈیکل سپیشلسٹ اینڈ کارڈیالوجسٹ کی آمد

ہر اتوار اور بدھ بعد نماز عصر مریضوں کا معائنہ کیا کرینگے
استقبالیہ سے پرچی بنوائیں

مریم میڈیکل سنٹر

یادگار چوک ربوہ فون 213944

روزنامہ الفضل رجسٹرڈ نمبر سی پی ایل-61